Tarseel, Vol.17 (ISSN: 0975-6655)
A Peer Reviewed Research Journal of Urdu
Listed in UGC-CARE
Directorate of Distance education,
University of Kashmir

کشور ناہید — کلیات ''دشت قیس میں لیلیٰ'' ایک تانیثی قرات

ڈاکٹر رضوانہ ارم

نکل کر خلد سے انکو ملی خلافت ارض
نکالے جانے کی تہمت ہمارے سر آئی

تلخیص

احتجاج، انحراف اور مزاحمت زندہ لہو، باضمیر دل اور انصاف پسند ذہن کی عطا ہے۔ سالہا سال کی مظلومیت نے تانیثی تحریک کو جنم دیا۔ Feminism یا تانیثیت ایک ایسی اصطلاح ہے جو اپنے اندر بے پناہ گنجائش رکھتی ہے اور جس کی کوئی ایک تعریف ممکن نہیں ہے۔ تحریک نسواں اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم پر ہر سال نسائی وجود پر ڈھائے جانے والے قہر، جسمانی، روحانی، اذہانی، نفسیاتی استحصال، غصب شدہ حقوق پر مبنی مساوات اور عدم وانصاف کا مطالبہ کرتی ہے، چنانچہ میری ڈول اسٹون کرافٹ نے A vindication of the rights of women (1792) میں یہ سوال اٹھایا کہ — کیا انسانی حقوق وآزادی صرف مردوں کے لئے ہیں؟ تانیثیت کے علمبرداروں میں رشید جہاں، عصمت چغتائی، فہمیدہ ریاض، قرۃ العین حیدر، ترنم ریاض، شفیق فاطمہ، سارہ شگفتہ، رفیعہ شبنم عابدی، عنبریں رحمٰن اور بالخصوص

کشور ناہید نے تانیثی فکر کو عملی جامہ پہنایا ہے۔کشور ناہید تانیثی لب ولہجے کی ایک قد آور شاعرہ، ادیبہ، مدیر، اور مترجم صفحۂ قرطاس پر معاشرتی اور صنفی نابرابری پر موئے قلم سے "احتجاج" رقم کرنے والی ہستی ہیں۔گلوبلائزیشن اور صارفیت کے اس دور میں عورت کو اشتہار بنانے پر معترض ہیں۔عورتوں کے ساتھ پیش آنے والے ہر طرح کے ناروا سلوک، جنسی تفریق، ادبی ناقدری، شخصی آزادی کو سلب کر لینے والی طاقتوں کے خلاف سینہ بہ سپر، جن کا اجتہاد محض قلمی نہیں بلکہ عملی بھی ہے، اور میری ڈول اسٹون کرافٹ کے سوال کا جواب تخلیقی اور عملی سطح پر مسلسل برجستہ اور برمحل لفظوں میں دے رہی ہیں کہ ایک انسان کے ذریعے دوسرے انسان کا استحصال ناقابل قبول ہے، خالق کون ومکاں نے نسائی وجود کو اشرف المخلوقات کے درجے سے خارج نہیں کیا ہے، لہذا کشور ناہید پر ۱۹۸۹ء میں تحریر کردہ یہ مضمون" کشور ناہید ایک چیلنج" میں ڈاکٹر رشید امجد کہتے ہیں کہ ''عورت اس کے یہاں (کشور) استحصال زدگی کا ایک پیکر ہے جس کے ذریعے وہ بیک وقت مرد کی روایتی بالادستی اور پورے طبقاتی نظام کی جڑوں پر حملہ آور ہوتی ہیں۔

کلیدی الفاظ:

صنفی استحصال، مزاحمت، گلوبلائزیشن، تانیثی تحریک، وجودی وتہذیبی تشخص، کنزیومرزم، تانیثی شعور اور مغربی، تانیثی فکر، تعارف، نسائی لب ولہجہ برہنہ پا، جلتی ریت پر چلنا، یخ بستہ مخالف ہواؤں کا سامنا کرنا مبنی بر پدری نظام میں عورت کو ثانوی درجہ دینے کی مخالفت کرنا اور صنف نازک کی حالت زار اور بیجا راویتوں سے انحراف

تزئین کائنات کا باعث وہی بنے
دنیا سے اختلاف کی جرأت جنہوں نے کی
(احمد مشتاق)

تعارف:

اصلی نام: کشور

تخلص: ناہید

نام: کشور ناہید

پیدائش: سنہ 1940 عمر (8382–سال) 2023 تک، بلند شہر، اتر پردیش (ہندوستان)

شہرت: پاکستان برطانوی ہند

تعلیم: پنجاب یونیورسٹی سے علم معاشیات میں ایم–اے کیا۔

ملازمت: پاکستان نیشنل کونسل آف آرٹس کی ڈائریکٹر جنرل اور ڈائریکٹر مرکزی اردو سائنس بورڈ، لاہور

ادارات: رسالہ "ماہ نو"

کالم نویسی: روزنامہ جنگ

ادبی خدمات:

اولین شعری مجموعہ:–لب گویا (1968) (غزلیات)

- باقی ماندہ خواب
- عورت زبان خلق سے زبان حال تک
- عورت خواب اور خاک کے درمیاں
- خواتین
- خواتین افسانہ نگار 1930 سے ?1990 تک
- گلیاں دھوپ دروازے (نظمیں، نثری نظمیں اور غزلیں)
- زیتون
- آجاؤ افریقہ
- بری عورت کی کتھا (خودنوشت)

- بری عورت کے خطوط (تازائیدہ بیٹی کے نام)
- سیاہ حاشیے میں گلابی رنگ
- بینام مسافت (نظمیں)
- خیال شخص سے مقابلہ
- میں پہلے جنم میں رات تھی: عورت ایک نفسیاتی مطالعہ
- سوختہ سامانِ دل
- میرے لوگ زندہ رہیں گے — لیلیٰ خالد کی آپ بیتی (ترجمہ) دائروں میں پھیلی لکیر
- ورق ورق آئینہ
- شناسائیاں رسوائیاں
- وحشت اور بارود میں لپٹی ہوئی کوئی شاعری
- زخم برداشتہ (پاکستانی کہانی)
- گمشدہ یادوں کی واپسی
- کشور ناہید کی نوٹ بک
- گستاخی: ناوک ودشنام
- The distance of a shout
- The culture and civilisation of Pakistan

اعزازات وانعامات :

۱۔آدم جی ایوارڈ (لب گویا)1969

۲۔یونیسکو ادب برائے اطفال ایوارڈ (دیس دیس کی کہانیاں)

۳۔کولمبیا یونیورسٹی (بہترین مترجمہ ایوارڈ)

۴۔منڈیلا ایوارڈ1997

۵۔ستارۂ امتیاز 2000

اردو شعری و نثری ادبیات کے حوالے سے سرزمین پاکستان کو یہ فخر حاصل ہے کہ خواتین قلمکاروں کی طویل فہرست تانیثی لب و لہجے اور انفرادی تقدس و تشخص کے ساتھ ذہن و دل احساسات و جذبات کی آبیاری موئے قلم سے صفحۂ قرطاس دل پہ رقم کرتی نظر آتی ہیں۔ تانیثی شناخت، تانیثی احتجاج، تانیثی فکر سے مملو احساسات و جذبات کا طلاطم خیز دریا ،نفسیاتی و اذہانی مسائل اور الجھنوں کی گرہ کشائیاں، شعوری ولاشعوری بے اختیار و برجستہ جذبوں کا ایک آتش فشاں لاوے کی صورت میں اوراق ادب کی زینت بڑھانے کا وسیلہ بنی ہیں، جن سے فضائے کائناتِ شعر وادب معطر بھی ہے، منور بھی ہے اور فلک آسمان شعر وادب پہ قوس قزح کے ساتوں رنگوں کو مرتسم بھی کر رہا ہے۔

ذاتی دکھ حد سے گزر کر کائناتی احساس میں ڈھل جاتا ہے۔ ذات کی کشاکش جب کائناتی دکھوں کا احاطہ کرنے لگتی ہے تو آفاقی ادب کی تعمیر و تشکیل ہونے لگتی ہے۔ جذبوں کا انعکاس لفظوں کی مصوری کے بغیر ممکن نہیں اور لفظی مصوری کے لیے کینوس حیات و کائنات کے تمام رنگوں کی آمیزش، تمام جذبوں کی شادابی، پژمردگی، اذہانی و روحانی کرب، زمانے کی چپقلشیں، حالات کا جبر، استحصال کی تمام تر شکلیں محسوسات و جذب و کیف کے لفظوں میں ڈھل کر کوئلے سے ہیرا بن کر آتش غم، سوز و حزن میں تپ کر کندن کی طرح نکھر جانے کا ہنر رکھتے ہیں۔ ناقدین شعر وادب کی سخت ترین کسوٹیوں سے گزر کر گلہائے رنگا رنگ کا استعارہ بن کر رسائل و جرائد میں اشاعت پذیر ہو کر شعری و نثری مجموعوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور یہی وہ مقام ہے جہاں پر قاری اور سامعین بے اختیار یہ کہہ اٹھتے ہیں کہ ؎

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اور

''میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے''

شاعری پیغمبری سے عبارت ہے۔ رنگ کا پیرہن کی خوشبو بن جانا، نظر میں پھولوں کا مہکنا، یہ ساری تشبیہات و تمثالیں تانیثیت کے باب میں رقم کی جاتی رہی ہیں، مگر فنون لطیفہ کا محرک بننے والی تانیثی وجود جب خود اپنی ذات کو شعوری و لاشعوری جذبوں کی رو کو، اذہانی و فکری بلندیوں کو، داخلی و باطنی کرب کو، نشاط و کیف کو، مترشح کرنے لگتی ہیں اور جذبہ و احساس کا برملا اظہار

اپنی تخلیقات میں رقم کرنے لگتی ہیں تو شریعت اور سماج کے ترازو میں تولی جانے لگتی ہیں۔ میزان نیکی و بدی کا حساب خونچکاں پدری نظام معاشرہ کے شرفاء لینے لگتے ہیں، اس حقیقت کا اعتراف کیے بغیر کہ صداقت کے میزان پر طہارت کی کسوٹیوں پر تانیثیت کو پرکھنا فعل عبث ہے۔

''سیتا اور مریم پر بھی الزام لگائے لوگوں نے''

حساب خیر وشر کی بیاض لکھنے کی ذمہ داری خدائے ربّ العزت نے فرشتوں کو دے رکھی ہے تا کہ تذکیریت کے علم برداروں کو یہ زحمت نہ اٹھانی پڑے، یہ اور بات ہے کہ اپنی پاکدامنی کے دعوے تانیثی فکر خود کہیں کرتی نظر نہیں آتیں، مگر تمام مذاہب کے انبیاء نے عورت کی عظمت وحرمت، تقدس اور عزت نفس کی تعظیم کرنے کی تلقین کی ہے مگر برصغیر میں صورت حال یہ ہے کہ اہل دل وذہن ہمہ وقت طوق ملامت اور ہزیمت ودشنام کی صلیب پر بے جرم تانیثیت کو ٹانگنے کو تیار ہیں کہ انہوں نے اپنے زورقلم سے اپنے ساتھ ہونے والے غیر مساوی سلوک، نا قابل برداشت تشدد وظلم کو نازیبا اور جارحانہ رویوں کو زبان دینے کی جرأتیں کیں ہیں، اس لیے یہ لائق تذلیل وتحقیر ہیں۔ مرداساس معاشرہ کا یہ وہ سیاہ سچ جو گھریلو تشدد (Domestic Violence) اب اظہار کی راہیں پا کر سیل رواں بن چکا ہے۔ انکی دورخی شخصیت کی مکروہ سچائیاں بے نقاب ہونے لگی ہیں۔ محفل محفل، منبر منبر، ڈائس ڈائس غرض ہر شعبۂ حیات وکائنات کے ہر بزم میں کہ جہاں مرداساس معاشرہ کی سفید پوشی کا بھرم قائم ہے، تانیثیت کی ایک نظم، ایک شعر، ایک افسانہ اور ایک جملہ انہیں فلک کی بلندیوں سے ارض کی پستیوں پر لا سکتا ہے۔ لہذا غیرت وحمیت پر ضرب کے نام پر خوب خوب زدوکوب کیے جاتے رہے ہیں اور واویلے مچائے گئے ہیں۔ دست بہ دستہ شرعی زنجیروں میں انہیں جکڑنے کی حتی المکاں کوششیں کیں گئیں مگر افسوس بہ زبان غالب؀

رکتی ہے میری طبع تو ہوتی ہے رواں اور

جناب صدیق مجیبی مرحوم کے لفظوں میں؀

تمہارے پاس زنجیریں، ہمارے دست وپا زخمی
لہو زندہ ہے جب تک اپنی من مانی نہ جائے گی
تمہارا جھوٹ میرے سچ کا قاتل ہے مگر دنیا
تمہاری مان جائے گی مری مانی نہ جائے گی

اس ضمن میں پروفیسر نظیر صدیقی کی رائے نسائیت کے تعلق سے رقم کر رہی ہوں:

"Looking at against the countinuing tales of tragedies caused by mens selfishness, ruthlessness and heat lessness. Femenism is a hardly movement which is likely to remedy and restore balance in humain affairs."

سالہا سال سے بے آسرا جکڑے ہوئے ہاتھوں کی حکایت خونچکاں کا منظر نامہ یہی ہے، اور تمام تر شعری ونثری تانیثی تخلیقات کا کم وبیش موضوع یہی جارحیت، منافقانہ سلوک، نا برابری، بداخلاقی، حق تلفی، احساسات وجذبات کے اظہار پر قدغنیں، تحریکات واحتجاج کا منبہ رہی ہیں چناچہ:

"Feminism has evolved into a worldwide movement. Urdu literature has also been influnced by this movement. In urdu literature Kishwar Haheed is the most prominent name among the female writer who are flag bearer of feminism. She has expressed her feminest views in her poetry as well as prose also. it is consider an important document on feminism. This treatise deals with Kishwar Naheed's feminist consciousness in her properly."

اردو میں مختلف ادبی تحریکات ورجحانات اورنظریات کی طرح تانیثیت کی تحریک نے بھی نظم ونثر دونوں میں اپنی ایک منفرد شناخت قائم کر لی ہے۔ تانیثی زبان، اسلوب اور جملوں کی شناخت کا آغاز تو رشید جہاں اور عصمت چغتائی کے رشحات قلم سے شروع ہو چکا تھا جسکی گونج یا آواز بازگشت احتجاج کی نئی لے بن کر پوری آب وتاب کے ساتھ ادبی افق پر جگمگا رہی ہے۔

تانیثیت (Feminism) بحیثیت نظریہ (Ideology) مغرب کی دین ہے جو مشرق کی خاتون کے لیے تخلیقی کشت پر ابر رحمت بن کر برسی، جن سے اظہار کے نئے وسیلے نکلے، تخلیقات کو نئے موضوعات، منفرد انداز بیاں اور طرز بیاں کے طور میسر آئے۔ تانیثیت کی تحریک تقریباً دوسو برس کا سفر طے کرتے ہوئے اپنے منفرد رنگ و آہنگ اور منفرد لب و لہجے کے ساتھ عالمی ادب کا ایک ناقابل فراموش باب بن چکی ہے اور اب تانیثی ادب تانیثی تنقید اور تحقیق Feministcritique کے مراحل طے کر چکی ہے۔ چنانچہ میری وال اسٹون کرافٹ کی تصنیف (A wvindication of the rights of woman) مرد اور عورت کے مساوی حقوق، مساوی ذاتی وانفرادی تشخیص، شخصی آزادی پر اصرار کرتی ہے۔ یہ تصنیف مغربی تانیثی نکتۂ نظر سے خواتین کی جانب سے احتجاج اور مزاحمت کی پہلی معتبر آواز تھی، یہ وہ دستک تھی جس نے صدیوں کی رائج روایت اور حق تلفی کے خلاف مورچہ بندی کی تھی۔ جس نے رگ وپے میں شرارے بھر دیے تھے۔ خواتین کے مسائل کی ایک موثر آواز ۱۸۴۸ء میں عورتوں کی پہلی کانفرنس جو Seneca Falls میں منعقد ہوئی تھی، میں سنائی دیتی ہے۔ خواتین کی دوسری کانفرنس (Ohio) میں منعقد ہوئی اور ایک خاتون مقرر، جن کا نام (Sojourner Truth) تھا کی پرجوش اور تقویت سے بھرپور جملے نے دھوم مچا دی تھی، اس جملے کو یہاں نقل کرنا میں ادبی فریضہ سمجھتی ہوں، انہوں نے کہا تھا کہ:

> "That the little man in black there " he says women cant have much rights as men , because christ was not a women. Where did our christ came from? where did your christ come from : form God women , man has nothing to do with him. "

کالے کپڑے میں ملبوس وہ پستہ قد آدمی کہتا ہے کہ عورتوں کو برابر حقوق کیسے مل سکتے ہیں، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عورت نہیں تھے۔ میں پوچھتی ہوں کہ حضرت عیسی علیہ السلام کہاں سے آئے تھے؟ کہاں سے؟ اللہ اور ایک خاتون کی طرف سے ان کے ظہور میں مرد کا عمل ودخل نہیں تھا۔ چنانچہ توے پر کی عورت نے براہ راست لہکتی (انگیٹھی) آگ پر روٹیاں سینکنی شروع کر دیں اور نتیجے کے طور پر درج ذیل تحریکات وجود میں آئیں:

۱۔ Moment for Social Reform کا آغاز ہوا، جس کا بنیادی مقصد (Abolition of Salavery) یعنی

(غلامی کا خاتمہ) کا خاتمہ تھا، اور پھر تو اسکے بعد جیسے تحریکات کا سلسلہ ہی شروع ہو گیا۔ مثلاً:

۱۔ نابالغ بچوں کی سرپرستی کے حقوق کی جدوجہد

۲۔ جائیداد میں خواتین کا معقول حق

۳۔ طلاق کے معاملات کی وضاحت

۴۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا حق

۵۔ مردوں کے برابر تنخواہ پانے کا حق

۶۔ حق برائے دہندگی Right for votes

مذکورہ بالا حقوق کی دستیابی میں John Stuart Mill کا چار ابواب پر مشتمل ایک مضمون بعنوان—" محکومی نسواں" The subject of women خواتین کے حقوق کی بازیافت، عورت کی شناخت، استحصال، جبر واستبداد کا خاتمہ کے حوالے سے نقش اول کا درجہ رکھتا ہے۔ بقل جان اسٹراٹ مل:

''مردوں اور عورتوں کے درمیان حقوق کے نابرابری کا منبع صرف زور بازو کا قانون نہیں''۔

Mill نے The Subjection of Woman میں اس تلخ حقیقت سے روشناس کرایا ہے کہ:

مرد عورتوں کی تابعداری نہیں چاہتے بلکہ وہ ان کے جذبات واحساسات پر بھی قابض ہونا چاہیے ہیں۔ تمام مرد معاشرہ زبردستی کا نہیں، مرضی کا غلام چاہتا ہے۔ نہ صرف غلام بلکہ چہیتا غلام۔

چنانچہ اللہ کی بنائی ہوئی زمین پر سالہا سال سے مرد اس معاشرے میں ظل الٰہی کے احکام کو سدھ بدھ کھو کر بجالانے والی خواتین خواب غفلت سے بیدار ہونے لگیں۔ فقط فرائض کی ادائیگی نہیں بلکہ اپنے حقوق کے تئیں شعوری طور پر بیدار ہونے لگیں۔ جسے ثائے الثانیہ کہتے ہیں۔ تانیثی تاریخی ادب کا شاہکار ورجینیا وولف صاحبہ کی مراکتہ آلارا تصنیف "A room of ones own 1929" تانیثی فکر کو جلا بخشنے میں سنگ میل کا درجہ رکھتی ہے۔ اس ضمن میں ایک اور قابل ذکر کتاب جو صنف جنس اور تنقید کی بنیادی متن ہے Three Guineas (1938) ورجینیا وولف اور BeauvoirdeSimon کی شہرہ آفاق کتابیں The second sex قطرے کو سمندر ہونے کا فن سکھاتی ہیں۔ بیسویں صدی کی چوتھی دہائی میں تانیثی رجحانات کی آہٹ سنائی دینے لگی تھی۔ یہ رجحان دو طرح کے تھے:

۱۔ خالص تانیثی شعور

۲۔ تانیثی لب ولہجہ

رشید جہاں نے اردو ادب میں جس تحریک آزادیِ نسواں کی داغ بیل ''انگارے'' سے ڈالی تھی، اردو شعر و ادب ہی نہیں زندگی کے تمام شعبہ جات میں خواتین کے لیے روشن مستقبل کا استعارہ بنی۔ فکشن سے لے کر شاعری تک بیسویں صدی کی شاعرات و ادیباؤں کے تجربات ومشاہدات کو ان کی ذات اور وجدان وآگہی کے نگارخانوں میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔

خواتین اردو ادب میں تانیثیت کی سب سے واضح آواز عصمت چغتائی کی ہے۔ عصمت چغتائی کا مزاحمتی لب ولہجہ، انکی فکر، آنکی زبان، ان کا انداز تحریر مکمل طور پر تانیثی شعور Feminist Sensibility اور تانیثی شعور Feminist Consciousness کے اظہار کا پہلا تجربہ ہے، ان کے علاوہ بشریٰ رحمٰن، ذکیہ مشہدی، خدیجہ مستور، ہاجرہ مسرور، ممتاز شیریں، جیلانی بانو، بانو قدسیہ، فرخندہ لودھی، رضیہ فصیح احمد، زاہدہ حنا، صغرا مہدی، کشور ناہید، رخسانہ جبیں، پروین شاکر، سارا شگفتہ، ادا جعفری، ترنم ریاض، بلقیس ظفیر الحسین، شہناز نبی، عزرا عباس، فاطمہ حسن، زہرہ نگاہ، نوشی گیلانی، فاخرہ بتول، عذرا پروین، شبنم عشائی وغیرہ کے نام قابل درج ہیں کہ ان ادیباؤں کے تجربات ومشاہدات، ردعمل اور نفسیاتی الجھنیں، باغی جذبوں سے مملو تخلیقات منظر عام پر آ رہی ہیں کہ جس میں مروجہ نظام معاشرہ کے خلاف مزاحمت کی آواز موجود ہے۔ اب خواتین کے لئے کوئی موضوع شجر ممنوعہ نہیں رہا، اس کی زندہ مثال بانو قدسیہ کا افسانہ "انتر ہوت اداسی" ہے جس سے نئی نسائی شناخت اور نسائی خود آگہی کا سراغ ملتا ہے اور مبنی بر پدری نظام معاشرت societyPatriarchal کے وضع کردہ اصولوں اور روایات کے خلاف بغاوت کا اعلان موجود ہے۔ چھٹی دہائی کے بعد کی خواتین اردو ادب میں حیاتیاتی جبر Biological Peteminism اور قدیم روایت کی جکڑ بندیوں سے آزاد ہونے کی بھرپور کوششیں کرتی نظر آ رہی ہیں۔ اس ضمن میں فہمیدہ ریاض کی (کبتک) بشریٰ رحمٰن کا افسانہ (عشق عشق) ذکیہ مشہدی کا (چرایا ہوا سکھ) وحیدہ نسیم کی تصنیف (عورت اور اردو زبان) قابل ذکر ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ کریں:

عمر بھر ذہن کے گمنام جزیروں میں رہی
بے گناہوں کی طرح میں بھی اسیروں میں رہی
(رفیعہ شبنم عابدی)

تمہارے قصر تقدس کی خیر مفتۂ شہر
نظر لباس تکلف اتار آئی ہے
(زاہدہ زیدی)

وہ اپنی ایک ذات میں کل کائنات ہے
دنیا کے ہر فریب سے ملوا دیا مجھے
(پروین شاکر)

استحصال جسم وجاں کا ہوکہ اذہان وفکر کا قدغنیں اظہاروافکار پر لگائی جائیں کہ شخصی آزادی پر احتجاج کے درپ ہیں۔ مساوی حقوق کی مانگ، قانونی اور سیاسی حقوق کے لیے مزاحمت، جنسی تشدد، جنسی استحصال کے خلاف نعرہ بغاوت بلند کرنا عین فطری ہے کیونکہ:

"Only the wearer knows where the shoes pinches."

مندرج بالا پس منظر میں جب ہم کشور ناہید کے شعروسخن کا مطالعہ کرتے ہیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ کشورنا؟ ہید، تانیثیت کی وہ بلند و بانگ آواز، ذاتی تشخص اور تانیثی فکر کا استعارہ ہیں کہ جن کی شاعری اور ادب کا پس منظر تقسیم ہندوستان کا سانحہ، نہر سویز پر حملہ، ویت نام کی جنگ، چین کا ثقافتی انقلاب اور ان سب سے بڑھ کر سقوط مشرقی پاکستان اور بھٹو حکومت کے خاتمے کے بعد مستقل کوڑے برساتے حکام، پھانسیوں پر چڑھتے ادیب، بے گناہی کی سزائیں، زنجیریں، تعزیریں، پابندیاں اور دار و رسن کی اندھیری گلیوں میں مبتلا کرنے والے قوانین حکومت پاکستان کی من مرضیاں بولومت چپ رہو کہ کہیں خلقت خواب خرگوش سے جاگ نہ جائے، ان کا شعور بیدار نہ ہوجائے ان کی سوئی ہوئی حس اور غیرت کہیں باغی نہ ہوجائیں مگر بقول دیگرے:

جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

سیاسی اور سماجی نیز مذہبی افکار اور حد بندیوں کی صلیب پر ٹانگے گئے ادباء وشعرا بے گناہ عوام کی آہ وزاریاں، حکومت پاکستان کا جارحانہ رویہ، بیاختیار کشور ناہید سے ایسی نظمیں تحریر کرواتے ہیں کہ ان کی قرأت کرتے ہو دل کی نازک رگیں تڑخنے لگتی ہیں، خون جوش مارنے لگتا ہے، حواس برانگیختہ ہونے لگتے ہیں۔ حالات کے جبر نے ناگوار رویوں اور بیجا قدغنوں نے کشور ناہید کے اذہان وفکر پر اتنی کاری ضربیں لگائیں ہیں کہ ازخود یہ ناگوار تاثرات شعری پیکر میں ڈھلنے لگتے ہیں۔

''ایک مرد اساس معاشرے میں جہاں عورت کو صدیوں سے ایک کمتر، کمزور، مجہول اور ناقص العقل مخلوق سمجھا گیا ہو، جہاں فی زمانہ اپنے حسن و جمال کی بنا پر اسے ایک شے میں تبدیل کر دیا گیا ہو، جس کی معراج ہمارے موجودہ معاشرے میں Model Girls طوائفیں، کمرشیل فلموں کی ہیروئنیں، جس کے مقابلے میں شریک ہونے والی عورتیں ہیں۔ احتجاج کم از کم دانشور وفنکار عورتوں کا ایک فطری عمل ہے۔ صرف یہی نہیں کہ اس طور پر عورت استعمال کے شبیہ بنانے کی کوشش کی ہے بلکہ تجارتی زندگی کے تانے بانوں میں اسے ایک شے کا درجہ دے کر اسے منافع خوری کا آلہ کار بھی بنایا جاتا ہے۔''

(تانیثی تنقید: ایک تعارف۔ ساجدہ زیدی)

عورتوں کے احتجاج کا مقصد مردوں کی برابری کرنا نہیں بلکہ سماج کو بیدار کرنا ہے۔ خواتین کو اپنے تشخص اپنے وجود کے لئے مساوی حقوق کے لئے خواب غفلت سے جگانا ہے۔ مبنی بر پدری نظام کو عورت کی اہمیت، اس کی فردیت اور موضوعیت، انفرادیت اور تشخص Identity کی یاددلانا ہے۔ معاشرے میں رائج پدرانہ بربریت، برتری، بدسلوکی، اقدار ونظریات سے بغاوت کرنا ہے، جن کو اپنے خدا ہونے کا یقین ہے۔ اردو شاعرات کا خصوصاً پاکستانی شاعرات کا ایک اہم موضوع "احتجاج" رہا ہے۔ فہمیدہ ریاض، کشور ناہید اور سارہ شگفتہ کی بیشتر تخلیقات میں احتجاج مبنی بر پدری نظام معاشرے کے خلاف تانیثی بغاوت اور تانیثی تشخص بدرجہ اتم موجود ہے۔ ان کی شعری کائنات معاشرے میں Dual standered , Dual personalities کی دھجیاں اڑاتی نظر آتی ہیں۔ نظم ''میں کون ہوں؟'' سے

موزے بیچتی جوتے بیچتی عورت میرا نام نہیں
میں تو وہی ہوں حکومت،
دیوار میں چن کے
مثل صبا بے خوف ہوئے

یہ نہیں جانا
پتھر سے آواز کبھی بھی دب نہیں سکتی
میں تو وہی ہوں رسم ورواج
کے بوجھ تلے
جسے تم نے چھپایا
یہ نہ جانا
روشنی گھور اندھیروں سے
کبھی ڈر نہیں سکتی
میں تو وہی ہوں گود سے
جسکی پھول چنے
انگارے اور کانٹے ڈالے
یہ نہیں جانا
زنجیروں سے پھول کی خوشبو
چھپ سکتی نہیں

اردو ادب میں نسائی تحریک کے منظرنامے پر نگاہ ڈالی جائے تو زہرہ نگاہ، ادا جعفری، زاہدہ حنا سے لے کر فہمیدہ ریاض ، پروین شاکر اور کشور ناہید نے انسانی مظلومیت تاریخی و سیاسی جبر، جنسی دہشت گردی اور مذہبی ریاکاری، لاقانونیت اور آدھی گواہی کا قانون، گھریلو تشدد، جنسی، اذہانی، نفسیاتی اور جسمانی استحصال کو شعری پیکر میں ڈھال کر تحریک نسواں کا علم بلند تر کیا ہے، کشور ناہید کی تخلیقات جس ماحول میں فروغ پاتی رہی ہیں واں پر دقیانوسیت، اسلامی جکڑ بندیاں اور نابرابری کی بلند و بالا فصلیں موجود تھیں، جس کی وجہ کر اردو شعر و ادب میں ایملی ڈکنسن ،سلویا پلاتھ (Sloyaplath) جیسی شاعرہ پیدا نہ ہوسکیں۔ کشور ناہید اردو کی واحد ادیبہ ہیں جنہوں نے ہر قدم پر کام و دہن کی آزمائش سجندہ پیشانی کے ساتھ نبرد آزما ہوتی نظر آتی ہیں۔

یہ سر شام آفتاب اداس

کوئی لڑکی کہیں اکیلی ہے
پہچان اپنی ہو تو ملے منزل مراد
ناہید گاہے گاہے سہی
آئینہ تو دیکھ

''چاغی کے چرواہے سے گفتگو''، ''فلسطینی نوجوانوں کے نام''، ''بمباری ہو رہی ہے'' اور ''سیلاب کے بعد کی دعا'' درج کی جاسکتی ہیں کہ ان میں بے حرمتی، بے زمینی اور انسانی استحصال کی تمام تر قسمیں اور اس کا ردعمل موجود ہے۔ انہی موضوعات پر مبنی ان کی کتاب وحشت اور بارود میں لپٹی شاعری، حرف با حرف تانیثی استحصال کا منظر نامہ پیش کرتی ہے ۔

بولنے والے ہمارے شہر میں کتنے رہ گئے ہیں
انکے سر کاٹ کر واقعی سجالینا تھا
کہ پھر دیکھنے کو بھی ایسے لوگ نہیں ملیں گے
(ملامتوں کے درمیاں — کشور ناہید)

کشور ناہید کی یہاں حقیقی طور پر تحریک آزادی نسواں کی للکار موجود ہے۔ ان کے لہجے میں ہر طرح کی حق تلفی کے خلاف عورت کی جسمانی، روحانی اذہانی، جذباتی واحساساتی مزاحمت واستحصال اور اذیت ومشقت کے خلاف احتجاج، غلامی، ظلم و استبداد کے خلاف نعرۂ بغاوت موجود ہے۔ اکیسویں صدی کی صنعتی اور سرمایہ دار معاشرے میں تکنیکی، عمرانی، ذہنی اور جذباتی منقولات کو مشتہر کر کے عورتوں کو اشتہار بازی کا لازمی جزو بنا دیا گیا ہے۔ جوتے بیچتی، موزے بیچتی اشتہاری عورت سے کشور نا؟ ہید کو سخت انحراف ہے۔ ہر طرح کے جسمانی، نسوانی، اذہانی اور اخلاقی استحصال کے خلاف وہ سینہ بہ سپر نظر آتی ہیں۔ کشور ناہید نے ہر بدلتے عہد میں عورت کے تئیں مکروہ ذہنیت کو للکارا ہے۔ چنانچہ رقم طراز ہیں کہ ۔

ہم گونگے پن کے متلاشی
تالی بجانے والے آواز استعمال نہیں کرتے
آواز، آزاد ہو تو نعرہ منصور
اور گھٹ جاؤ تو حسن ناصر بن جاتی ہے

مگر گونگے چیخ تو سکتے ہیں

یہ کیوں ----- یہ کیوں ممکن ہے۔

کشور ناہید انسانیت نواز قدروں کی حرمت کی پاسداری کرتی ہیں۔لب گویا، بے نام مسافت، گلیاں دھوپ اور دروازے، ملامتوں کے درمیاں کی نظموں کا بنیادی مزاج مزاحمتی اور انحرافی ہے۔

زنا سے لے کر آدھی گواہی تک

سب— دشنام میرے نام

اور یہ انعام میرے نام

کہ میں شہر میں داخل ہونے والی

پہلی عورت ہوں

کہ جس کے سر پر تاج رکھا گیا ہے

میں تو آزاد ہوں کہ قید

زنا سے لے کر آدھی گواہی تک

میری چارج شیٹ بہت لمبی ہے

کشور ناہید کی معاشرتی مزاحمت کی وجہ ماحول اور اپنی ذات کا شعور، وجدان و آگہی اور غیر معمولی ذہانت، روایت اور جدیدیت کا حسین امتزاج کشور ناہید کا شعری ونثری منظر نامہ ہے۔کشور ناہید، سلویا پلاتھ، سیمون دی بوار اور بیٹی فرائیڈن کی طرح جرأت مندانہ اعصاب کی مالک ہیں۔کشور ناہید زندگی کی ہر محاذ پر صف آرا نظر آتی ہیں۔صنفی نابرابری اور تانیثی استحصال کے خلاف ہمیشہ شمشیر بکف نظر آتی ہیں۔جس طرح پدرانہ نظام معاشرہ نے عورت کی شخصیت اسکی طہارت وتقدس کو کچل کر، اسے ذلیل خوار، بے نام نشاں کرنے کی پرزور تائید کی ہے، اور ملامتوں اور دشنام و بے جا الزامات کے کہڑے میں لا کھڑا کیا ہے ان سب کے خلاف سخت احتجاج کشور ناہید کے یہاں موجود ہے۔اس کی عمدہ مثال ان کی شاہکار نظم ہے

ہم گناہ گار عورتیں

جو اہل جبہ کی تمکنت سے نہ رعب کھائیں

نہ جان بیچیں
نہ سر جھکائیں
نہ ہاتھ جوڑیں
(ہم گناہگار عورتیں)

اگرچہ اکثر ناقدین ادب نے کشور ناہید کی شاعری کو سپاٹ، کھردری اور غنائیت اور موسیقیت سے محروم قرار دیا ہے۔

میں ایک ہاتھ سے دیوار کیسے تھامونگی
لہو میں غرق ہے دست دعا نیام تلک
(سوختہ سامان ءدل — کشور ناہید)

لاہور ۲۰۰۰، ریفرنڈم ۲۰۰۰، نوحۂ قندھار، ابھی موسم نہیں بدلا، سرد ملکوں کے آقاؤں کے نام، ایسی نظمیں ہیں جنکے لئے بجاطور پر کہا جاسکتا ہے کہ اردو نظم کی تانیثی قرأت نے ادب کے بے رنگخاکے کو بہار کے رنگوں سے مزین کیا ہے

اردو کی نظم نگار شاعرات نے عالمی مسائل کو بھرپور تانیثی فکر کے ساتھ پیش کیا ہے۔کشور ناہید کی تانیثی انفرادیت یہ ہے کہ ان کی فکر مغرب کی تانیثیت سے مستعار نہیں بلکہ خود اختراع ہے، بے ساختہ ہے، برجستہ ہے، برملا ہے، برمحل ہے اور نامساعد حالات وحادثات کا ردعمل ہے۔نظم — ''نور مقدم کی روح کا بیانیہ'' دراصل اخلاقی طور پر انحطاط پذیر معاشرے کا آئینہ ہے۔نظم ''گھاس بھی مجھ جیسی ہے''، ''سوختہ سامان ءدل'' کی اکثر نظمیں احتجاج اور مزاحمت کا استعارہ ہیں۔نظم ''میں اسے منع نہیں کرسکتی ہوں''، نظم ''زبان پر رکھی مرچ''، ''اکیسویں صدی کا زمزمہ'' بطور مثال پیش کی جاسکتی ہیں ۔

میں سوال کرتی ہوں
اپنے جیسے انسان سے
کب یہ مرتبت دوگے
کب برا مانوگے
میرے ساتھ چلنے پہ
میرے شخص ہونے پہ

میرے خواب بننے پہ
سوچنے پہ، ہنسے پہ

یہ صدی جو بنتی ہے
وہ صدی تمہاری تھی
وہ صدی جو آئیگی
وہ صدی ہماری ہے

عجیب طوق تعلق ہے زخم بھرتا نہیں،
خبر ہے سانس بھی لینے کا یہ زمانہ نہیں

(ملامتوں کے درمیاں)

کشور ناہید کے کلام کا انگریزی اور ہسپانوی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے نظم نیلام گھر، جاروب کش، اینٹی کلاک وائز، تانیثی رویوں کی غماز ہیں:

میرے ہونٹ تمھاری مجازیت کے گن/ گا گا کر خشک ہو بھی جائیں
تو بھی تمھیں یہ خوف نہیں چھوڑے گا/ کہ بول تو نہیں سکتی،
مگر چل سکتی ہوں/ میرے پیروں میں زوجیت اور
شرم وحیا کی بیڑیاں ڈال کر/ مجھے مفلوج کر کے بھی/
تمھیں یہ خوف نہیں چھوڑے گا کہ میں
سن تو نہیں سکتی/مگر سوچ تو سکتی ہوں/
آزاد رہنے/ زندہ رہنے اور میرے سوچنے کا خوف/

تمھیں کن کن بلاؤں میں گرفتار رکھے گا

نظم ''اینٹی کلاک وائز'' کشور ناہید

عورت کی انفرادی حیثیت، اس کا تشخص، اس کا وجود، اس کا وجدان وآ گہی ،جنسی ثنویت پر قائم معاشرے سے انحراف جیسے مراحل اردو میں تانیثی رویوں کے مختلف مدارج میں تخلیق کے مطابق عمل کے ساتھ تنقیدی اصطلاح میں تخلیقی عمل کے راز ہائے سربستہ بھی کھولتے جاتے ہیں۔کشور ناہید نے اپنی شاعری بطورخاص نظموں میں تانیثی رویوں کی بہترین ترجمانی کی ہے۔ آزادنظم کی ہیئت میں فنی لوازم کونسائی جمالیات کے ساتھ برتا گیاہے۔ایک نظم کے چند مصرعے ملاحظہ کریں ے

مجھے سزادو کہ میں نے اپنے لہو سے تعبیر خواب لکھی/
جنوں بریدہ کتاب لکھی/ مجھے سزادو کہ میں
تقدس خواب فرد میں جاں سے گزاری/ بہ لطف
شب زادگاں گذاری / مجھے سزادو کہ میں نے
دوشیزگی کوسودائے شب سے رہائی دی ہے/
مجھے سزادو/ کہ میں جیوں توتمھاری دستار گر نہ جائے/
مجھے سزادو/ کہ میں تو ہر سانس میں نئ زندگی کی خوگر/
حیات بعدممات بھی زندہ رہونگی/ مجھے سزادو/ کہ
پھر تمھاری سزا کی میعاد ختم ہوگی

کشور ناہید نے نہ صرف نسائی مسائل کوشاعری اور جذبات واحساسات کے دھاگے میں پرویا ہے بلکہ خواتین کومبنی بر پدری نظام معاشرے کی جکڑ بندیوں سے آزاد کرانے کے لئے کء نسائی تحریکیں بھی چلائی ہیں۔نظم'' جلے ہوئے گھر سے دریافت شدہ نظم'' میں کشور ناہید کا احتجاج مردوں کی مکاریوں اور سفاکیوں کو یوں مترشح کرتا نظر آتا ہے کہ

تم نے بہت سی عورتوں کیساتھ وعدے کئے
اور بہت سی عورتوں کواپنی ذہانت سے متاثر کیا
مگر جیسے جیسے زندگی آگے بڑھتی گئی

تمھاری محبت کے دستانے نابود ہوتے چلے گئے

کشور ناہید عہد حاضر کی ایک نہایت زیرک، باشعور اور حریت پسند ادیبہ ہیں جو بیک وقت کثیرالجہات شخصیت کی مالک ہیں۔ شاعرہ ادیبہ مترجم، کالم نگار، دانشور اور عصر حاضر کی ذہین ترین تخلیق کار جن کے رشحات قلم نے ایسے ایسے فن پارے تخلیق کی؟ ہیں کہ جن پر قلم اٹھانا بھی دشوار تھا۔ ادب میں ان کی بہتر کارکردگی کے تئیں ممنونیت کا اظہار کرتے ہوئے اکادمی ادبیات پاکستان کے چیئرمین سید جنید اخلاق نے کشور ناہید کو ''پاکستانی عہد کی اسلوب ساز لکھاری'' کہا ہے۔

اپنی شاعری میں نسوانی جذبات اور نسائی مسائل کی جس طرح انہوں نے نفسیاتی گرہ کشائی کی ہے شاید ہی کوئی اور کر پاتا۔ معصوم بچیوں کی عصمت دری کا دردناک اور مکروہ سانحہ ہو کہ دوشیزاؤں کو مبنی بر پدری معاشرے میں بھیڑیئے نما انسانوں سے ذک پہنچنے کا خطرہ ہو، اس کی بہترین ترجمانی اپنی نظم ''جتوئی میں میری بیٹی'' میں کہتی ہیں کہ ؎

کون کمبخت ہوگا/ جو تمہارے کنول کی پتی جیسے جسم کو/
مسلنا نہیں چاہیے گا/ تمھیں پتہ نہ تھا کہ مرد کی جوانی/
جانوروں کو بھی نہیں چھوڑتی/ تم تو نازک کلی تھیں/

نظم ''شریعت کونسل'' بھی مردوں کی سرشت میں شامل حیوانیت کا پردہ فاش کرتی نظر آتی ہے ؎

کھانستے ہوئے بھی تمھیں عورت دکھائی دیتی ہے/
اور سوتے میں تم عورت کیساتھ/ وہ سب کچھ کر لیتے ہو/
جس کے تمنائی ہوتے ہو/ مگر عورتیں بھی ہوشیار
ہوگئیں ہیں/ سوکن کا نام سنتے ہی/
انکے ہاتھ تلوار بن جاتے ہیں/ تمھارا ستم زماں
بننے کا خواب/ ادھورا رہ جائے گا/ تم بے شک
عورت کے خلاف/ بیان دیتے رہو۔

جدید شاعرات کی Icon کشور ناہید زندگی کے تمام شعبہ جات میں مردوں کی اجارہ داری، ان کی بالادستی سے دست و گریباں نظر آتی ہیں۔ ان کا شعری مجموعہ ''گلیاں دھوپ اور دروازے'' عصری نسائی آگہی و وجدان کرب و بلا، داخلی و نفسیاتی کش مکش کا

ترجمان ہے۔

گھاس بھی مجھ جیسی ہے
ذرا سر اٹھانے کے قابل ہوئی
تو کاٹنے والی مشین
اسے مخمل بنانے کا سودا لیے
ہموار کرتی رہتی ہے
عورت کو بھی ہموار کرنے کے لیے
تم کیسے کیسے جتن کرتے ہو
نہ زمین کی نمو کی خواہش مرتی ہے
نہ عورت کی

نسائی مخلوقات کا شمار بھی اشرف المخلوقات میں ہوتا ہے مگر مبنی بر پدری نظام نے اسے ثانوی درجے کی مخلوق تصور کیا ہے اور تختہ مشق ستم سمجھ کر نئے استحصال کے تجربات کرتا رہتا ہے مگر تانیثیت کی علمبردار شاعرہ کشور ناہید نے اس کے خلاف آواز بلند کر دی ہے۔

تپے ہوئے تندور سے جس طرح روٹیاں باہر نکلتی ہیں
میرے منہ پر طمانچہ مار کر
تمھاری ہاتھوں کی انگلیوں کے نشاں
پھولی ہوئی روٹی کی طرح
میرے منہ پر صد رنگ
غبارے چھوڑ جاتے ہیں
تم حق والے لوگ ہو
تم نے مہر کے عوض

حق کی بولی جیتی ہے

اسی قبیل کی ایک اور نظم ملاحظہ کریں ؎

یہ سب رشتے

کچے رنگوں کے کچے دھاگے ہیں

ان کے اوپر چلو تو بھی لہولہان

انکو سہو تو بھی لہولہان

تانیثیت کے حوالے سے کشور ناہید کی شاعری ایک نئے طرز اظہار بے خوف و برجستہ اور برملا اظہار کی آئینہ دار ہے۔ کشور ناہید کی ساری جہد مسلسل اس مبنی بر پدری نظام معاشرہ کے خلاف ہے جو اپنی شناخت قائم رکھنے والی، اپنا سر فخر سے اونچا کرنے والی اور اپنے حقوق کے تئیں بیدار مغزی کا ثبوت دینے والی عورت کے چہرے پر بیجا تہمات، دشنام اور برائی کی کالک مل کر اسے کلٹا، بدچلن، اور آوارہ قرار دینے کے درپے ہے۔ کشور ناہید نے "تانیثی فکر" کو محض شہرت اوڑھنے کی غرض سے نہیں اپنایا بلکہ حقیقتاً وہ عملی طور پر حقوق نسواں کے لیے برسرِ پیکار ہیں، انہوں نے ثابت کر دیا کہ عورت نہ خاک ہے، نہ خواب ہے بلکہ گوشت پوست کی جیتی جاگتی زمینی حقیقت، اللہ کی بنائی ہوئی اشرف المخلوقات میں شامل ہے کہ جس کے لئے علامہ اقبال نے کہا تھا کہ ؎

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ

بہر حال ہنوز تانیثی وجود چشم براہ ہے کہ ؎

نظام دہر بدلے، آسماں بدلے زمیں بدلے

لئے بیٹھا رہے کوئی حیات بے اماں کب تک ؟؟؟

ooo

حوالہ جات:

۱۔ دائروں میں پھیلی لکیر — کشور ناہید–1987

۲۔ زینوں 1992

۳۔ملیھو

۴۔کشور ناہید۔۔زمین کی بیٹی کی تصویر ۔ تعمیر نیوز

۵۔کشور ناہید۔ آزاد دائرہ المعارف

ur.m.wikipedia.org>wiki

۶۔کشور ناہید کی تحریروں میں تانیثی رجحان (عبدالعزیز ملک)

۷۔جہد مسلسل کا نام کشور ناہید۔(محمد حمید شاہد)

۸۔تانیثیت اور اردو ادب۔روایت مسائل اور امکانات (ڈاکٹر سیما صغیر)

۹۔جلاوطنی اور جدید نظم۔۔۔ پروفیسر عباس نیّر

OOO

رابطہ:

ڈاکٹر رضوانہ ارم

صدر شعبۂ اردو

جمشید پور وومنس یونیورسٹی،بسٹو پور،جمشید پور

جھارکھنڈ۔۔(انڈیا)

موبائل نمبر—9113180895

ای میل—rizwanaperween998@gmail.com